ووٹ کی دینی حیثیت

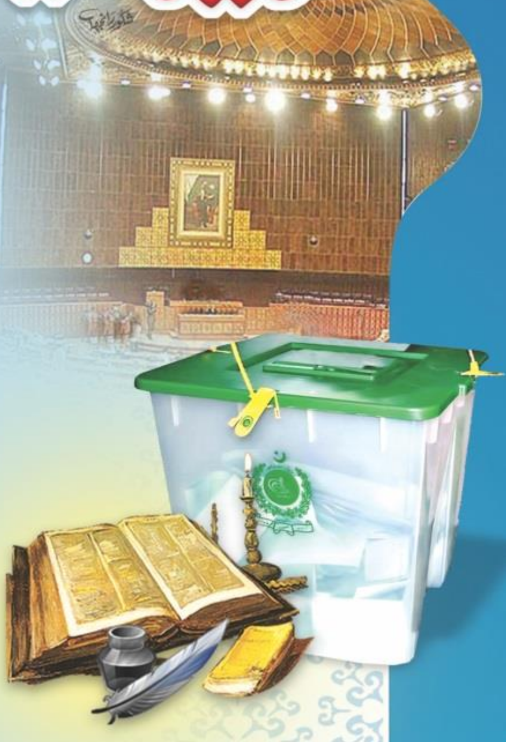

حضرۃ مولانا **مفتی عبد الغفار** مدظلہ العالی
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ دار العلوم خاران

الفلاح کتب خانہ
کالج روڈ • شہر خاران • بلوچستان

ووٹ کی دینی حیثیت

شکور انجم

حضرۃ مولانا **مفتی عبد الغفار** مدظلہ العالی

شیخ الحدیث وصدر مفتی

جامعہ دار العلوم خاران

جمع وترتیب

محمود خارانی

الفلاح کتب خانہ

کالج روڈ ◉ شہر خاران ◉ بلوچستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں!

نام کتاب	:	ووٹ کی دینی حیثیت
تالیف	:	حضرت مولانا مفتی عبدالغفار
جمع وترتیب	:	محمود خارانی
فارمیٹنگ	:	حافظ شیراز نوید (0304-9677598)
ناشر	:	الفلاح کتب خانہ، کالج روڈ، خاران
اشاعت	:	اپریل ۲۰۲۴ء
تعداد	:	500

کتاب ملنے کا پتہ

الفلاح کتب خانہ، کالج روڈ، خاران، بلوچستان، پاکستان

0333-0240801

طباعت کی منتظر مفتی صاحب کی دیگر تالیفات

- آخری سیپارگ تفسیر (بلوچی)
- تفسیر فتح الغفار (بلوچی) جلد اول از ابتداء تا سورۂ مائدہ
- نوادرات مفتی: درسی ملفوظات (اردو)
- توحید اور قرآنی واقعات: توحید کے موضوع پر ایک یادگار تقریر (اردو)

فہرس

پیش لفظ ۵

دعائیہ کلمات ۵

ووٹ کی دینی حیثیت ۶

جمہوری نظام میں پارٹی منشور کی اہمیت ۶

فتح بیت المقدس کے موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حالت ۷

سپاہ سالار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خوراک ۹

کچھ دین دار لوگ بھی نفاذ شریعت میں رکاوٹ ہیں! ۱۰

نفاذ اسلام کی جدوجہد کا اجر و ثواب ۱۰

جہاد کا فلسفہ قیامِ امن ہے ۱۱

یورپ میں رائج بے پردگی کا ہولناک نتیجہ ۱۲

اسمبلیوں میں علماء کا مؤثر کردار ۱۲

اسلامی نظام کی مخالفت کا آخرت میں کیا جواب دو گے؟ ۱۳

سیکولر نظام کے لیے کوشش کا اخروی انجام ۱۴

نفاذ اسلام کی جدوجہد جہاد ہے ۱۵

سیکولر پارٹیوں سے انصاف کی توقع نہ رکھیں ۱۵

افغانستان میں نفاذ اسلام کے اثرات ۱۶

پیش لفظ

جامعہ دارالعلوم خاران کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب نے کل ۲۵ جنوری ۲۰۲۴ء کو واشک میں جلسہ عام سے ایک وقیع خطاب فرمایا، جس میں آپ نے "ووٹ کی دینی حیثیت" کے موضوع پر جامع گفتگو فرمائی۔ دستور و آئین، ووٹ، سیاست، جمہوریت اور پارٹی منشور وغیرہ جیسے مختلف پہلوؤں پر داعیانہ اسلوب میں عوام الناس کے سامنے دین اسلام کا امن پسند نقطۂ نظر واضح فرمایا۔

الیکشن کے ماحول میں سیاسی سٹیج عموماً مخالفین کی کردار کشی اور سیاسی کیچڑ اچھالنے سے آلودہ ہوتے ہیں، تو ایسے ماحول میں اگر باوقار لب و لہجے میں اپنی بات اور مؤقف کو قرآن و سنت کے دلائل و براہین کی روشنی میں عوام کے سامنے رکھا جائے، تو اس کے یقیناً نہایت مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

مذکورہ پُر مغز اور مدلل خطاب اس لائق ہے کہ اسے نشر و اشاعت کی ہر شکل میں عام کیا جائے۔ چنانچہ اسی دینی مقصد کی خاطر اسے قلم بند کر کے آج نذر قارئین کیا جا رہا ہے؛ تاکہ عام لوگ ووٹ کے معاملے میں درست دینی راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

اللہ کرے! یہ کاوش اپنے اس مقصد کے حصول میں کامیاب ہو اور دین اسلام کے نفاذ کی جدوجہد میں مصروف عمل کارکنان کے لیے علمی و فکری مواد کا ذریعہ بنے۔ آمین

محمود خارانی

بروز جمعۃ المبارک/ ۱۴/ رجب ۱۴۴۵ھ/ ۲۶ جنوری ۲۰۲۴ء

یہ تقریر مرتب کر کے حضرت سے منظوری لینے کے لیے ان کے صاحبزادے مولوی محمد مہران کو PDF کی شکل میں بھیج دی۔ حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد آج صبح واٹس ایپ پر بندے کو صوتی پیغام میں جن دعائیہ کلمات سے نوازا ہے، احساسِ تشکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ وہ پیغام لفظ بہ لفظ پیش خدمت ہے۔

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولانا محمود صاحب!

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے! آپ نے اس بیان کو بہترین انداز میں مرتب کیا ہے اور اسے شائع کرنے پر امید یہی ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو جائے! میرے لیے اور سب کے لیے نجات کا سبب بن جائے!

بہر حال! باتیں تو میری ہی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم و فہم عطا فرمایا ہے، اس کی بدولت آپ نے بہترین انداز میں ترتیب دی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و فہم میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

۲۷/۰۱/۲۰۲۴

ووٹ کی دینی حیثیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. أَمَّا بَعْدُ! أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ قَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ ۚ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ (الانفال:۳۹)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: «إِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ.» (صحیح مسلم:۸۱۷)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(ابتدائی تعارفی کلمات و تسلیمات کے بعد)

جمہوری نظام میں پارٹی منشور کی اہمیت

سب سے پہلے میں وہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں، جس کے (واضح ہونے کے) بعد اصل مدعا کا

سمجھنا آسان ہوتا ہے، وہ یہ کہ آج کل پاکستان میں جمہوریت کا نظام رائج ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نمائندوں یعنی ایم این ایز اور ایم پی ایز کی کارکردگی کیا ہے؟ تو وہ تو آپ لوگوں کے سامنے ہے کہ کس نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے اور کون کیا عزائم رکھتا ہے۔

حقیقت حال اس وقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی، جب انسان اصل بنیاد کو پہچان لے کہ ووٹ کے معاملے میں اصل (فکری بنیاد) کیا ہے؟ جمہوریت میں ہر پارٹی ایک منشور رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے منشور کے مطابق ملک میں قانون سازی ہو، میرے منشور کے مطابق ملک کا سیاسی نظام استوار ہو۔

جمعیت علماء اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور بھٹو دور حکومت میں مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے آئین کی تشکیل میں اسلامی اصولوں کو شامل کر دیا۔ انہی پر آئین کی بنیاد پر رکھ دی کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ دوسری جتنی پارٹیاں ہیں اور اس وقت وہ استعمال ہو رہی ہیں۔ کارکردگی کے معاملے میں آپ لوگوں کا شکوہ بجا ہے (جمعیت سے بھی) مگر یہ فرق و امتیاز کوئی اس وقت کر سکے گا کہ وہ حلال و حرام کے فرق سے باخبر ہو۔ جب کوئی حلال و حرام کا فرق نہ جانتا ہو، جائز و ناجائز کا فرق نہ جانتا ہو، حیوانیت کی ذہنیت رکھتا ہو، مارنے اور لوٹنے کی سوچ رکھتا ہو، تو اس سے انصاف کی کیا توقع رکھیں گے؟

انصاف اس پارٹی کے ذریعے قائم ہو سکتی ہے، امید اس پارٹی سے رکھی جا سکتی ہے، جو انصاف کے اصولوں سے واقف ہو اور اس کی پاسداری کا منشور رکھتی ہو اور وہ انصاف پسندی کی ایک تاریخ رکھتی ہو۔

فتح بیت المقدس کے موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

جب بیت المقدس فتح ہوا، حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ مسلمان فوج کے سپہ سالار تھے۔ (بعض تاریخی روایات کے مطابق سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے، تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ شروع میں بیت المقدس کا محاصرہ انہوں نے کیا، بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شام کی فتوحات سے فارغ ہوئے، تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ آکر اس مقدس مہم میں شامل ہو گئے تھے؛ اس لیے دونوں حضرات کا حوالہ بار بار ملتا ہے۔)

یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کی چابی ان کے حوالے نہیں کی۔ باقی علاقہ تو فتح ہوا تھا، لیکن انہوں نے

کہاکہ مسجد اقصٰی کی چابی ہم اس وقت تک نہیں دیں گے، جب تک تمہارے امیر المؤمنین خود تشریف نہ لے آئیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام ملا، تو ایک خادم کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے درمیان لگ بھگ ۶۰۰ میل کا فاصلہ ہے۔(جدید جغرافیائی تحقیق کے مطابق مدینہ منورہ اور مسجد اقصٰی کے مابین ۵۷۱ میل کا فاصلہ ہے، جو کلومیٹر کے حساب سے ۹۱۹ کلومیٹرز بنتے ہیں۔از مرتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو کہاکہ ہماری اونٹنی کے بھی کچھ حقوق ہیں؛ لہٰذا اس لمبے سفر میں بیک وقت ہم دونوں اس پر سواری نہیں کریں گے۔ یکے بعد دیگر سوار ہوتے رہیں گے۔

یہودیوں کو تورات سے یہ پیشنگوئی معلوم تھی کہ مسلمانوں کا ایک حاکم اور بادشاہ اس حال میں بیت المقدس آجائے گا کہ خود اونٹنی کی مہار پکڑ کر آرہا ہوگا اور خادم سوار ہوگا۔ جب اس طرح ہو، تو اس کے ساتھ مقابلہ ہرگز نہ کرنا کہ پاش پاش ہو کر ختم ہو جاؤ گے۔ اسی پیشنگوئی کی تصدیق کے لیے انہوں نے چابی روکے رکھی تھی کہ اگر ان کا حاکم اس حال میں آیا، تو چابی حوالے کریں گے، ورنہ دوبارہ مقابلہ کر کے بیت المقدس کو چھڑا لیں گے۔

ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کی معاشی حالت معلوم تھی کہ حضرت کے کپڑے پیوند زدہ ہیں؛ اس لیے انہوں نے ایک نیا جوڑا تیار کروایا کہ استقبال کے موقع پر انہیں پہنائیں گے۔ اتفاق سے شہر کے قریب ایسے موقع پر حضرت عمر پہنچے کہ سوار ہونے کی باری خادم کی تھی۔ وہ سوار ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل اونٹنی کی مہار پکڑ کر آرہے ہیں، تو خادم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہاکہ حضرت اب ہم شہر میں داخل ہونے والے ہیں، آپ امیر المؤمنین ہیں، ۲۲ لاکھ مربع میل کے حکمران ہیں؛ لہٰذا اب آپ سوار ہو جائیں، میں پیدل چلتا ہوں، یہ مناسب نہیں کہ میں سوار ہوں اور آپ حاکم ہو کر پیدل چلیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں، چونکہ اب سواری کی باری آپ کی ہے؛ لہٰذا میں سوار ہو کر ظلم کرنا نہیں چاہتا، آپ ہی سوار رہیں۔"

جب شہر کے بالکل نزدیک پہنچ گئے، تو یہودی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگے کہ "ان دونوں میں سے امیر المؤمنین کون ہے؟" تو انہوں نے جواب دیا: "وہی ہے، جو اونٹنی کی مہار پکڑے آرہا ہے۔"

جب پہنچ گئے اور ملاقات ہوگئی، تو ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے وہ نیا کپڑا پیش کیا کہ امیر المؤمنین زیب تن فرمائیں؛ کیونکہ پورا ایک ہفتہ سفر میں گزرا تھا۔ بدن کے کپڑے پسینہ آلود بھی تھے، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں، رہنے دیں! یہی بدن کے کپڑے ٹھیک ہیں۔"

ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فکر لاحق ہوگئی کہ شاید ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک ترقی یافتہ علاقے میں آکر متاثر ہوگیا ہے۔ اب اس کی سوچ لباس کے گرد گھوم رہی ہے، مال و دولت کی طرف اس کا دھیان ہو گیا ہے۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل ہی دل میں کہہ دی۔

قصہ مختصر! چابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کی گئی۔ (تاریخ بیت المقدس، ص:۴۵)

یہ بات یہاں تک کہنے کی تھی، مگر تھوڑا مزید آگے کچھ اور عرض کرتا ہوں۔

سپاہ سالار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خوراک

بیت المقدس فتح ہوا، تمام معاملات طے پاگئے۔ (ان امور سے فارغ ہوکر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "اپنی رہائش گاہ اور مکان مجھے دکھایئے!"

انہوں نے کچھ تامل سے کام لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گمان یہ تھا کہ اس کے گھر میں ضرور مختلف قسم کی آسائشوں کا بندوبست ہوگا، فرش، لباس، پوشاک وغیرہ عالی شان ہوں گے! ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خوف تھا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری اس حالت کا پتہ چلا، تو ڈانٹ پڑے گی۔

بالآخر مجبور ہوکر (اپنا بوسیدہ حال مکان دکھانے) لے گئے، جہاں کمرے میں ایک چھوٹی سی چٹائی (بلوچی میں تِگرد: کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی) بچھی ہوئی تھی۔ کمرے میں اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمرے کے اندر اِدھر اُدھر نظر دوڑائی، تو اوپر ایک تھیلا لٹکا ہوا نظر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "اس میں کیا ہے؟" ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "خشک روٹیوں کا ایک تھیلا ہے۔ جب بھی مجھے بھوک لگتی ہے، تو ان کو پانی میں بھگو کر کھاتا ہوں۔ ان میں ایسی خوشبو اور لذت پیدا ہوتی ہے کہ ان کے کھانے کا اپنا ہی ایک ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔"

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کھانے کی بے تکلف تعریف کردی؛ تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈانٹ نہ پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ تم پر رحم کرے! تم فوج کے سربراہ ہو، علاقے کے ذمہ دار ہو۔ اگر تم خود کو اس تنگی کی حالت میں رکھو گے، کمزور پڑجاؤ گے، تو یہ نظام ادھر کون سنبھالے گا؟" (تاریخ

بیت المقدس) جمعیت علماء اسلام انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلام اور خادم جماعت ہے۔ انہی کی فکر کو ملک میں رائج کرنا چاہتی ہے۔

کچھ دین دار لوگ بھی نفاذ شریعت میں رکاوٹ ہیں!

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: سئل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن الهجرة، فقال: لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فانفروا. (صحیح مسلم: ۴۸۳۱)

فتح مکہ کے موقع پر ایک شخص نے آکر ہجرت کے بارے میں کچھ باتیں کیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ اب اخلاصِ نیت کی ضرورت ہے اور جہاد کرنا ہے؛ لہٰذا اسی طرح اب ہمارے لیے جہاد کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ ملک کے اندر مسلمانوں کے ساتھ جہاد بندوق اور تلوار کے ساتھ تو نہیں ہو سکتا۔ جدید اسلحوں کے ساتھ لڑائی تو نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کا آئین اس انداز میں مرتب کیا گیا ہے کہ جس کو ووٹ کی طاقت سے زیادہ تعداد میں نمائندگی مل جائے گی، اسی کی حکمرانی قائم ہو جائے گی۔ (لہٰذا اسی ووٹ کے ذریعے ہمیں مقابلہ کرنا ہے)

مگر صد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، مسلمانوں کا نمائندہ کہلاتے ہیں۔ تمہارے علم میں ہو یا نہ ہو، بعض علماء، صوفی، بزرگ اور دین دار کہلانے والے لوگ بھی ہیں، مگر قرآن پاک کے نظام کے لیے رکاوٹ بنتے رہتے ہیں۔ عملاً وہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم یہ (قرآنی) نظام نہیں چاہتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو اقتدار پر لانا چاہتے ہیں، جنہیں حلال و حرام کی تمیز نہ ہو؛ تاکہ ہمیں بھی (حلال و حرام کا فرق کیے بغیر) کچھ دے دیا کریں۔

نفاذ اسلام کی جدوجہد کا اجر و ثواب

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۲۰ (التوبہ: ۱۲۰)

ترجمہ: "اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں، ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لیے کہ انہیں خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے، پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں، تو ہر بات پر ان کے لیے عمل صالح لکھا جاتا ہے، کچھ شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

میں کارکنوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر پورا ایک ہفتہ مسلسل جہاد کے اعلانات ہوتے رہے۔ اس آیت میں اہلِ مدینہ کو خطاب ہے: اے مدینہ اور اس کے اطراف میں رہنے والے لوگو! افسوس کی بات ہے کہ اس شدید گرمی میں محمد مصطفی ﷺ بنفسِ نفیس جہاد کے لیے نکلیں گے، تمہارے لیے بھوک پیاس اور تھکن برداشت کریں گے اور تم لوگ گھروں میں بیٹھے رہو گے!!! تم پیچھے رہنا چاہتے ہو؟

(حق تو یہ تھا کہ) اگر (جہاد کے بدلے تمہیں) کچھ نہ بھی ملتا، لیکن جب محمد ﷺ یہ کام کر رہے ہیں، تو تمہیں بھی کرنا چاہیے تھا، لیکن (صورت حال یہ ہے کہ جہاد کے بدلے تمہیں) بہت کچھ مل بھی رہا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں: جو پیاس، بھوک وغیرہ تمہیں لگے گی (یہاں پر پانچ قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا انہیں) تو ان مشکلات کے باوجود اس راہ میں جو قدم اٹھائیں گے، ہر ایک قدم کے مقابلے میں ان کے لیے پانچ نیکیاں درج ہوں گی۔ ایک نیکی کا بدلہ ۱۰ سے لے کر ۷۰۰ گنا تک شمار ہوگا۔ مطلب یہ کہ ایک قدم میں پانچ بار ۷۰۰ گنا کے بقدر ثواب ملے گا۔ یہ اجر و ثواب جہاد کے متعلق آیا ہے۔

جہاد کا فلسفہ قیامِ امن ہے

یہ بات یاد رکھیں! جہاد کا عمل نماز، روزہ اور حج کے قیام کے لیے نہیں کیا جاتا۔ جہاد کی فرضیت کی بنیاد یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو، سکون عام ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ (البقرہ:۲۵۶)

یعنی دین میں کوئی جبر نہیں ہے کہ اس کو قبول کرو؛ اس لیے کہ دلائل کی روشنی میں حق اور باطل واضح ہو چکے ہیں۔ محمد مصطفی ﷺ کا اسوۂ حسنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ زندگی اور دین کے احکامات کے

ذریعے حقیقت بالکل واضح ہو چکی ہے۔ اب ماننا نہ ماننا ہر کسی کی مرضی ہے، لیکن جہاد اس لیے ضروری ہے؛ تاکہ دنیا میں امن قائم ہو جائے، چوری ختم ہو جائے، ظلم ختم ہو جائے، بے پردگی ختم ہو جائے، مظلوم پر ظلم کا خاتمہ ہو جائے۔ جہاد اسی مقصد کے لیے روا رکھا گیا ہے۔

تو آج کل جمعیت علماء اسلام اس لیے جدوجہد کر رہی ہے کہ ملک میں قرآن پاک کا نظام رائج ہو۔ اسی قرآنی نظام کے ذریعے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ (الانفال:۳۹)

تم اس وقت تک جدوجہد جاری رکھو کہ فتنہ ختم ہو جائے۔ بدامنی اور بے پردگی ختم ہو جائے۔

یورپ میں رائج بے پردگی کا ہولناک نتیجہ

معالم العرفان مولانا عبدالحمید خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔ ان کے فرزند مولانا فیاض خان سواتی حفظہ اللہ بڑے عالم اور تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ انگریزوں کا ایک معروف محقق، تاریخ دان اور سیاستدان ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ یورپ میں انگریزوں کی آبادی ۴۵ کروڑ سے زیادہ ہے، مگر ان میں سے ۴۵٪ ایسے بندے ملنا مشکل ہے، جو یہ دعوی کر سکیں کہ یہ بچہ اپنے باپ کی حلالی اولاد ہے۔ وہ انگریز خود اس بات کو لکھ رہا ہے۔

اور اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اس لیے ہوا کہ ہماری اسمبلیوں میں قانون پاس کیا گیا کہ زنا پر کوئی پابندی نہیں۔ باہمی رضامندی سے کوئی بھی یہ کام کرے، تو قانون کی نظر میں وہ کوئی جرم نہیں۔ کھلی آزادی ہے۔

ہمارے ملک میں بھی یورپ نواز طبقے کی یہی کوشش ہے کہ ملک میں یہی مادر پدر آزادی کا نظام لایا جائے۔ مکمل آزادی ہو۔ کوئی مذہبی واخلاقی پابندیاں نہ ہوں۔

اسمبلیوں میں علماء کا مؤثر کردار

بھٹو کے دور حکومت میں ایک ایسا ہی بل اسمبلی میں پیش کیا گیا، جسے اگرچہ علماء نے پاس نہیں ہونے دیا، مگر اس بل میں یہ بات درج تھی کہ

"مرد کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بیوی سے پوچھ سکے کہ رات ایک بجے تک تم نے باہر

کہاں اور کیسے رات گزاری؟ کیونکہ جب بیوی مرد سے یہ پوچھ نہیں سکتی کہ تم رات ایک بجے لیٹ کیوں آتے ہو، تو مرد کون ہوتا ہے بیوی سے پوچھنے والا؟ اور اگر شوہر سختی کرے، تو پولیس کی ذمہ داری ہے کہ شوہر کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دے۔"

لیکن جمعیت علماء اسلام کے اس دور کے اراکین اسمبلی کی محنت و مخالفت سے یہ بل ناکام ہوا اور اب بھی مختلف قسم کی ایسی کوششیں ہو رہی ہیں۔

ہمارے امامِ انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمن حفظہ اللہ حرمین کے سفر پر تھے اور ادھر ملک میں قرآن و سنت سے متصادم ایسا ہی ایک بل اسمبلی میں پیش ہوا، تو مولانا کہتے ہیں کہ میں اُدھر روضۂ رسول ﷺ کے سامنے سلام عرض کر رہا تھا، اسی دوران مجھے یہ اطلاع ملی، تو میں نے ادھر ہی قسم کھائی کہ "میرا سر جائے، تو جائے، مگر یہ بل منظور ہونے نہیں دوں گا۔" چنانچہ واپس آکر یہ بل ناکام بنادیا کہ اسلام کا ملک ہو اور مسلمانوں میں بے پردگی کو فروغ دینے کا بل منظور ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اسلامی نظام کی مخالفت کا آخرت میں کیا جواب دو گے؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے مسلمان اللہ کے کلام کو نہیں چاہتے ہیں۔ یاد رکھو!

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ (الفرقان:۳۰)

اور رسول کہیں گے کہ "اے میرے رب! میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔"

قیامت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی اور قرآن پاک کی عزت کا مقدمہ دائر ہوگا اور دعویٰ پیش کرنے والے محمد مصطفی ﷺ ہوں گے۔ یہی دعویٰ دائر کریں گے کہ اس امت نے آپ کی اس کتاب: قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

[یہ مسئلہ یاد رکھو اور آپ نے علماء کرام سے سن بھی رکھا ہوگا کہ تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اسے کلام اللہ نہیں کہا جائے گا، اسے کتاب اللہ کہا جائے گا۔ انجیل کو کتاب اللہ کہا جائے گا، زبور کو بھی۔ جتنے بھی آسمانی صحائف ہیں، سب کو کتاب اللہ کہا جائے گا، مگر قرآن پاک کو کلام اللہ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ باقی کتابیں اللہ کے حکم اور ارادے سے لکھی گئی ہیں، مگر قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق کلام فرمایا ہے۔ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔]

اللہ تعالیٰ کے اسی کلام کی عزت کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں پیش ہو، تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟

سیکولر نظام کے لیے کوشش کا اخروی انجام

حق تو یہ تھا کہ ہمارا مقابلہ کفر کے ساتھ ہو جاتا، مگر کفریہ کردار ہیں، جنہیں نام نہاد مسلمان استعمال کر رہے ہیں۔ مسلمان خود رکاوٹ بنے ہوئے ہیں کہ ہم اللہ کے کلام کا نظام نہیں چاہتے ہیں، ہم اسلامی نظام نہیں چاہتے ہیں۔ ہم آزادی چاہتے ہیں۔ یاد رکھو! ایک وقت آئے گا:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (الاحزاب:۶۶،۶۷،۶۸)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ میدان محشر کا نقشہ پیش فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ جو اللہ کے احکامات کے نفاذ میں رکاوٹ بنے تھے: چاہے کافر کی شکل میں یا رسمی اور نام نہاد مسلمان کی شکل میں تھے۔ ابھی ان کو جہنم میں ڈالا نہیں جائے گا، بلکہ اس سے پہلے ان کا صرف رخ جہنم کی طرف پھیر دیا جائے گا؛ تاکہ وہ جہنم کے خوفناک مناظر دیکھ سکیں، تو اس وقت وہ کہہ اٹھیں گے:

يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

[پرسوز ترنّم کے ساتھ مفتی صاحب نے یہ آیت پڑھنی شروع کی، پھر فوراً مسکرا کر فرمایا: میں تو مُلاّ ہوں! یہ حضرات تو سیاستدان ہیں۔ اب پتہ نہیں کس انداز میں اس مجمع میں بات کروں؟ مجمع نے کہا: آپ اپنے انداز میں بات جاری رکھیں، تو پھر اس کے بعد فرمایا]

يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

اے افسوس! کاش کہ میں نے دنیا میں اللہ کا حکم مان لیا ہوتا، محمد مصطفیٰ ﷺ کی فرمانبرداری کی ہوتی! اچھا تم نے کس کی اطاعت کی تھی؟ کہیں گے:

اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝

اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں کی بات مانی تھی، ان کے پیچھے چلتے تھے۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا، کفر کی طرف ہمیں لے چلے۔ ہم ان کی شکل وصورت دیکھتے تھے، ان کے خاندانی اثر رسوخ کو دیکھتے تھے۔ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ ان کے اصل ایجنڈے میں ایک غلط نظام کا نفاذ بھی شامل ہے، ہمیں پتہ نہیں تھا کہ پس پردہ ان کے بُرے عزائم کیا ہیں؟ اور یہ غیروں کے اشاروں پر چلنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ اب کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے:

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

اے اللہ! ان پر دُگنی لعنتیں برسا دے!

یہ مضمون قرآن پاک میں مختلف مقامات پر وارد ہوا ہے، لیکن یہ آخرت کا افسوس کام نہیں دے سکتا:

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ (ابراهیم:۲۱)

اب جزع فزع کام نہیں دے گا۔ وقت یہی ہے۔ ابھی سے توبہ کریں۔ پورے دل و جان کے ساتھ قرآن پاک کے نظام کا ساتھ دیں۔

نفاذ اسلام کی جدوجہد جہاد ہے

وہ آیت جو میں نے تلاوت کی۔ (اسی کے تناظر میں) کارکنوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ یہ محنت جو تم کر رہے ہو، ہر قدم کے بدلے تمہیں پانچ بار ۷۰۰ گنا ثواب مل رہا ہے۔ یہ جہاد ہے۔ اپنی اس محنت کو جہاد سمجھ لو! اس عمل کو جہاد سمجھ لو! یہ حقیقی جہاد ہے۔ کفر کے مقابلے میں تم لوگ کھڑے ہو گئے ہو۔

سیکولر پارٹیوں سے انصاف کی توقع نہ رکھیں

بہرحال عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ پیغام خواتین تک بھی پہنچائیں۔ یہ (سیکولر اور قوم پرست) تمہاری عزت و عفت کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و آبرو کی حفاظت کرے! در پردہ یہ لوگ غیروں کے غلام ہیں۔ آسان اور عام فہم ثبوت اس کا یہ ہے کہ ہمارے ملک کے جتنے سردار و معتبرین اور لیڈر رہیں قومی سطح کے، فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے خلاف انہوں نے ایک لفظ تک نہیں بولا۔

حالانکہ جامعہ ازہر مصر کے مفتیان نے فتوی دیا کہ فلسطینی مظلوموں کی مدد فرض عین ہے۔ عمان کے مفتیان نے یہی فتوی دیا۔ پاکستان کے مفتیان نے بھی، خاص کر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کا فتوی بھی یہی ہے کہ فلسطینی مظلومین کی مدد فرض عین ہے نماز کی طرح۔

تم نے ایک دن ان (سیکولر اور قوم پرستوں) کو کبھی دیکھا کہ انہوں نے کوئی ایک جلوس بھی فلسطین کی حمایت میں نکالا ہو۔ غلامی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے تو یہاں تک (

بے حسی کا مظاہرہ کیا کہ)کئی بیانات ان کے یہ سامنے آئے کہ اسرائیل ہمارا بھائی ہے۔ کفر کو اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں۔ الغرض ان کے دل کی اصل بات ہے، جو ظاہر ہو گئی۔

آپ اندازہ لگائیں کہ جب یہ نماز کی طرح فرض ہے، تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری مرضی۔ کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے، لیکن یہ لوگ تو اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے کہ کفر کو ہی اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں۔

جب ان سے مسلمانوں کی حمایت میں ایک لفظ بولا نہیں جاتا، تو ان سے تم لوگ کیا توقع رکھو گے کہ الیکشن میں کامیابی کے بعد تمہیں انصاف فراہم کریں گے ؟کیا توقع کہ یہ تمہیں حقوق دلوائیں گے ؟

یہ الیکشن میں مقابلہ لوگوں کو حقوق دلوانے کے لیے نہیں کر رہے، بلکہ حرام مال کو جمع کرنے اور لوٹنے کے لیے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سزا بھی دے گا اور یہ لوٹا ہوا مال بھی ان سے نکالے گا۔

افغانستان میں نفاذ اسلام کے اثرات

آج کے پروگرام میں میں طبعی طور پر اندر غصے سے بھرا ہوا تھا، مگر ساتھیوں نے منع کیا کہ فتوی دینے کی اجازت نہیں ہے۔ بہر حال !عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے اوپر فرض ہے: جدو جہد اور کوشش کرنا اور یہ پیغام پہنچانا، اپنی ماؤں اور بہنوں کو سمجھانا۔

قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں۔ لوگ کہتے ہیں: ”بس ووٹ ہے، جیسے چاہو استعمال کرو۔“ یہ صرف ایک ووٹ نہیں، بلکہ جمعیت علماء اسلام کہتی ہے: اس قرآن کا نظام ملک میں آجائے۔ دوسری پارٹیاں کہتی ہیں کہ ہم یہ قرآن کا نظام آنے نہیں دیں گے ؛ کیونکہ اگر قرآن کا نظام نافذ ہوا، تو سب کو مولوی بننا پڑے گا۔ ہر ایک کو کما حقہ اس کا حق دینا پڑے گا۔ جیسا کہ افغانستان کی صورت حال اب آپ کے سامنے ہے کہ ایک وزیر کی تنخواہ اور ایک مزدور کی تنخواہ برابر ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور یہ افغانستان کا اسلامی نظام عہد رسالت ﷺ کا ایک تسلسل ہے۔

غزوۂ احزاب میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے، بھوک کی وجہ سے نڈھال ہیں، تو گھر چلے گئے اور بیوی سے پوچھا کہ کھانے کو کچھ ہے کہ نہیں ؟اس نے کہا کہ صرف ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر جو ہے۔ انہوں نے کہا: ان کو پیس لو اور آٹا گوندھ لو !بکری کا بچہ ذبح کیا اور جا کر آپ ﷺ کو کہا کہ آپ چند

خصوصی احباب کے ساتھ کھانے کے لیے میرے گھر تشریف لائیں۔

آپ ﷺ نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوت دی کہ: "چلو! جابر کے گھر کھانا کھاتے ہیں" یہ صحابی پریشانی کے عالم میں بیوی کے پاس آگئے کہ کھانا تو چند لوگوں کے لیے ہم نے بنایا ہے، مگر آپ ﷺ نے تو سب کو دعوت دے دی۔

بی بی نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تھی کہ چند افراد کے لیے ہم نے کھانا بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے بتا تو دیا تھا۔ بیوی نے کہا: پھر فکر کی کوئی بات نہیں۔ اس کے ذمہ دار آپ ﷺ خود ہیں۔ چنانچہ ہوا یہی کہ سب لوگ تشریف لائے اور سب نے کھانا کھالیا۔ (صحیح بخاری: ۴۱۰۲)

الغرض اس واقعے سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا حکمران اور نبیوں کا سردار ایک عام صحابی کی طرح کام کر رہا ہے۔ ایک عام صحابی کی طرح بھوکا ہے اور پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔ یہ ہے اسلامی نظام کے اثرات کی ایک ہلکی سی جھلک۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جمعیت علماء اسلام کے امیدواروں کو بھاری اکثریت سے کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

طباعت کی منتظر

حضرت مفتی صاحب کی دیگر کتب

(بلوچی تفسیر، جلد اول)

فتح الغفار از ابتداء تا سورۃ مائدۃ

آخری سیپارگ ءِ تفسیر

نوادراتِ مفتی

توحید اور قرآنی واقعات

الفلاح کتب خانہ

کالج روڈ • شہر خاران • بلوچستان

0333-0240801